50487 ـ مسلمان روزه ركهنے ميں متحد كيوں نہيں ؟

سوال

مسلمان روزہ رکھنے میں متحد کیوں نہیں حالانکہ رمضان کا چاند تو ایک ہی ہے؟
اور زمانہ قدیم میں تو وسائل اعلام کی کمی کی بنا پر یہ مشکل تھا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

مختلف ممالك ميں رمضان المبارك كى ابتدا كے غالب اسباب چاند كے مطلع كا اختلاف ہے، اور چاند كے مطلع كا اختلاف حسى اور عقلى طور پر ضرور معلوم ہے.

تو اس بنا پر يہ ممكن ہى نہيں كہ مسلمانوں كو ايك ہى وقت ميں روزہ ركھنے پر مجبور كيا جائے، كيونكہ اس كا معنى يہ ہوا كہ ان ميں سے ايك جماعت كو چاند نظر آنے سے قبل ہى روزہ ركھنے پر مجبور كيا جائے، بلكہ چاند طلوع ہونے سے قبل ہى.

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ تعالى سے مندرجہ ذيل سوال كيا گيا:

امت مسلمہ كو روزہ ميں وحدت اختيار كرنے اور چاند كے سب مطلع كو مكہ مكرمہ كے مطلع سے مربوط كرنے كى آواز اٹھانے والے شخص كے بارہ ميں كيا حكم ہے ؟

تو شيخ رحمہ اللہ تعالى كا جواب تھا:

" فلكى اعتبار سے ايسا كرنا مستحيل ہے؛ كيونكہ اہل فلكيات كے ہاں چاند كے مطلع جات مختلف ہيں، جيسا كہ شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ تعالى كا كہنا ہے.

اور پھر جب يہ مطلع ہى مختلف ہے تو اثرى اور نظرى دلائل كا تقاضا بھى يہى ہے كہ ہر ملك اور علاقے كے ليے حكم عليحدہ ہو.

اثری دلیل:

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

تم میں سے جو کوئی بھی ماہ رمضان پائے تو وہ اس کے روزے رکھے البقرة (185).

اگر فرض کیا جائے کہ زمین کے آخری کونہ میں رہائش پذیر لوگوں نے اسے - یعنی چاند - کو نہیں دیکھا، اور اہل مکہ نے چاند دیکھ لیا ہے تو اس آیت میں ان لوگوں کو کیسے خطاب کیا جا سکتا ہے جنہوں نے چاند دیکھا ہی نہیں ؟ !

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر ہی عید الفطر مناؤ "

متفق علیہ.

لھذا جب اہل مکہ چاند دیکھ لیں تو مثال کے طور پر ہم اہل پاکستان اور ان کے بعد مشرق میں بسنے والے دوسرے ممالك کے لوگوں پر روزہ رکھنا کیسے لازم کریں، حالانکہ ہمیں یہ علم بھی ہے کہ ان کے ہاں چاند طلوع نہیں ہوا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رؤیت ہلال کے ساتھ معلق کیا ہے.

اور رہی نظری دلیل تو یہ صحیح قیاس ہے جس کا معارضہ کرنا ممکن ہی نہیں، ہمیں علم ہے کہ مشرقی جہت میں مغربی جانب سے قبل فجر طلوع ہوتی ہے، لھذا جب مشرقی جانب فجر طلوع ہو چکی ہو تو کیا ہم پر لازم ہے کہ ہم سحری کھانا بند کردیں، حالانکہ ہمارے ہاں تو ابھی رات ہے ؟

اس کا جواب نفی میں ہے، اور جب مشرقی جانب سورج غروب ہو جائے تو ہمارے ہاں ابھی دن ہوتا ہے تو کیا ہمارے لیے روزہ افطار کرنا جائز ہے؟

اس کا جواب بھی نفی میں ہے، تو پھر چاند بھی بعینہ سورج کی طرح ہے، چاند کی توقیت ماہانہ ہے، اور سورج کی یومی، جس اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ فرمایا ہے:

اور تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ صبح کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے، پھر رات تك روزہ پورا کرو البقرة (187).

اسی اللہ جل شانہ کا یہ بھی فرمان ہے:

جو شخص اس ماہ مبارك کو پائے اسے اس کے روزے رکھنا چاہئے البقرة (185).

تواس طرح اثری اور نظری دلیل کا تقاضا یہی ہے کہ ہم روزہ اور عید کے متعلق ہر جگہ اور ملك کے لیے خاص حکم بنائیں، اور اسے حسی علامت کے ساتھ مربوط کریں جسے اللہ تعالی نے اپنی کتاب، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت میں بنایا ہے، جو کہ چاند یا سورج یا فجر کا پایا جانا ہے. انتہی

ماخوذ از: فتاوی ارکان الاسلام صفحہ (451).

اور شیخ رحمہ اللہ تعالی نے اس قیاس کی وضاحت اور مطلع کے مختلف ہونے کا اعتبار کرنے والوں کی دلیل کی تائید کرتے ہوئے کہا:

" ان کا کہنا ہے: اور ماہانہ توقیت یومی توقیت کی طرح ہے، تو جس طرح روزانہ کی سحری اور افطاری میں ممالك مختلف ہیں، اسی طرح یہ بھی واجب ہے کہ ماہانہ سحری اور افطاری میں بھی مختلف ہوں، اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ بالاتفاق مسلمانوں کے ہاں یومی اختلاف کا اثر ہے، جو لوگ مشرق میں بستے ہیں وہ مغرب میں بسنے والے لوگوں سے قبل سحری بند کرتے ہیں، اور افطاری بھی ان سے قبل ہی کرتے ہیں.

لہذا جب ہم یومی توقیت میں مطلع کے اختلاف کا حکم لگاتے ہیں، تو پھر ماہانہ توقیت بھی بالکل اسی طرح ہے.

اور کسی قائل کے لیے یہ کہنا ممکن نہیں کہ:

اللہ تعالی کا فرمان :

اور تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ صبح کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے، پھر رات تك روزہ پورا کرو البقرۃ (187).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

" جب اسطرف سے رات آ جائے اور یہاں سے دن جاتا رہے اور سورج غروب ہو جائے تو روزے دار نے روزہ افطار کر لیا "

کسی کے لیے یہ کہنا ممکن نہیں کہ: یہ سب اور ہر جگہ بسنے والے مسلمانوں کے لیے عام ہے.

اور اسی طرح ہم مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی کے عموم میں یہی کہیں گے:

جو کوئی بھی تم میں سے ماہ رمضان کو پائے تو وہ اس کے روزے رکھے .

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جب تم اسے (يعنى چاند) كو ديكھو تو روزے ركھو اور جب اسے ديكھو تو عيد الفطر مناؤ "

اور يہ فرمان جيسا كہ آپ ديكھ رہے ہيں كہ لفظى مقتضى اور نظر صحيح كے اعتبار سے اس كى قوت ہے، اسى طرح صحيح قياس كے اعتبار سے بھى، وہ ماہانہ توقيت كا يومى توقيت پر قياس ہے " انتہى

ماخوذ از: فتاوى رمضان جمع و ترتيب اشرف عبد المقصود (104).

كبار علماء كميٹى كا ايك بيان بھى اس كے متعلق جارى ہوا ہے جسے ذيل ميں بيان كيا جاتا ہے:

" اول:

چاند كا مطلع كا اختلاف ايسے امور ميں سے ہے جو حسى اور عقلى طور پر ضرورى معلوم ہيں، اور اس ميں علماء كرام ميں سے كسى ايك نے بھى اختلاف نہيں كيا، بلكہ مسلمان علماء كرام كے ہاں مطلع كے اختلاف كے اعتبار اور عدم اعتبار ميں اختلاف پايا جاتا ہے.

دوم:

مطلع كے اختلاف كا اعتبار يا عدم اعتبار ان نظرياتى مسائل ميں سے ہے جن ميں اجتہاد كى مجال ہے، اور علم اور دين ركھنے والوں كے ہاں اس ميں اختلاف موجود ہے، اور يہ اس جائز اختلاف ميں سے ہے جس پر صحيح اجتہاد كرنے والے كو دوہرا اجر حاصل ہو گا، ايك تو اجتہاد كا اجر اور دوسرا صحيح ہونے كا، اور غلطى كرنے والے كو بھى اجر حاصل ہو گا جو كہ اجتہاد كا اجر ہے.

اس مسئلہ ميں علماء كرام كے دو مختلف قول ہيں:

كچھ علماء كرام تو مطلع كے اختلاف كا اعتبار كرتے ہيں، اور كچھ علماء كرام اسے معتبر نہيں سمجھتے، اور ہر ايك فريق نے كتاب و سنت كے دلائل پيش كيے ہيں، اور بعض اوقات دونوں فريق ايك ہى نص سے استدلال كرتے ہيں اور وہ اس سے استدلال كرنے ميں مشترك ہيں:

فرمان بارى تعالى ہے:

لوگ آپ سے چاند كے متعلق سوال كرتے ہيں آپ كہہ ديجئے كہ يہ لوگوں (كى عبادت) كے وقتوں اور حج كے موسم كے وقت جاننے كے ليے ہيں البقرۃ (189).

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" چاند دیكھ كر روزہ ركھو، اور چاند دیكھ كر ہی عید الفطر مناؤ " الحدیث.

اور یہ نص كی فہم میں اختلاف اور ہر ایك گروہ كا طریقہ استدلال میں اختلاف كی بنا پر ہے.

كمیٹی نے جن اعتبارات كو دیكھا اور مقدر كیا ہے انہیں دیكھتے ہوئے اور یہ دیكھتے ہوئے كہ اس مسئلہ میں اختلاف كے آثار ایسے نہیں جن كا انجام خطرناك ہو، اس دین پر چودہ صدیاں گزر چكی ہیں، جس میں ہمیں كوئی بھی ایسا وقت نہیں ملتا جس میں امت اسلامیہ رؤیت ہلال میں ایك رؤیت پر متحد ہوئی ہو كبار علماء كمیٹی كے اعضاء كے خیال میں معاملہ اسی طرح رہنا چاہیے جس پر وہ رہی ہے، اور اس موضوع میں اتنی بحث نہیں ہونی چاہیے اور ہر اسلامی حكومت كو اپنے علماء كرام كے واسطہ سے یہ اختیار ہونا چاہئے كہ وہ اس مسئلہ میں رائے اختیار كرے، كیونكہ ہر ایك كے دلائل ہیں.

سوم:

كمیٹی كی مجلس حساب و كتاب سے چاند كے ثبوت كے مسئلہ میں یہ دیكھتی ہے، اور كتاب و سنت میں جو كچھ وارد ہے، اور مجلس نے اس كے متعلق اہل علم كی كلام كو دیكھتے ہوئے یہ بالاتفاق یہ فیصلہ كیا ہے كہ:

شرعی مسائل میں چاند كا ثبوت ستاروں كے حساب سے معتبر نہیں ہے كیونكہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" جب تك چاند نہ دیكھ لو روزہ نہ ركھو، اور جب تك چاند نہ دیكھ لو عید الفطر نہ مناؤ " الحدیث

اور اس معنی میں دوسرے دلائل كی بنا پر. انتہی

ماخوذ از: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (10 / 102).

واللہ اعلم .